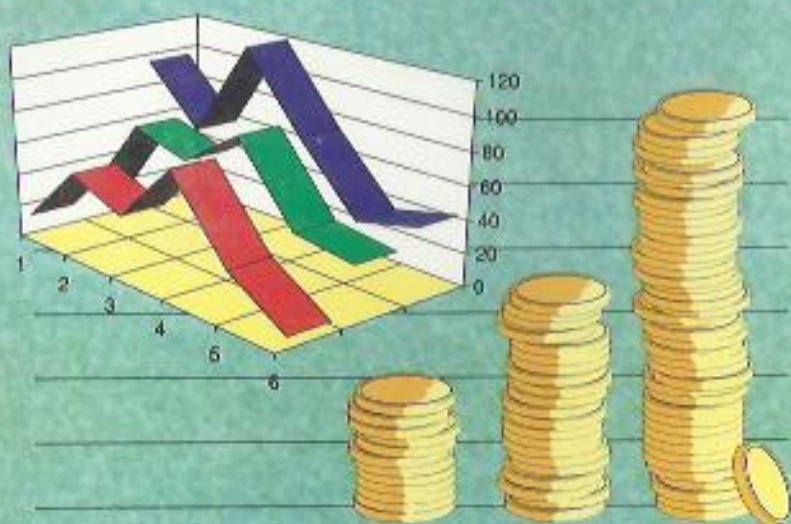


اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم



لسان الہند حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ
رکن مرکزی کونسل آل انڈیا مسلم لیگ، سیکریٹری نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس
صدر مرکزی جمعیت علمائے پاکستان

ادارۂ پاکستان سائنسی

اسلام معاشرتی نظام سولزم کی مالی تقسیم

(از)

مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی



اولاد پاکستان سنسکری

۳۵۔ رائل پارک لاہور۔ ۵۲۰۰۰

مشمول

- ۱ ابتدائیہ از سید محمد فاروق القادری
۵ عرض ناشر
۱ عکس سرورق کتاب طبع اول ۱۹۶۹ء

فہرس

- ۳ اسلامی معاشیات.....
۳ رزق کی تقسیم.....
۳ لیس للانسان الا ما سعى کی تشریح.....
۴ معاشیات اسلامی میں فرق مراتب.....
۳ فضیلت رزق میں حکمت خدا کے برتر.....
۵ سوشلزم.....
۶ سوشلزم تکریک کا پس منظر.....
۸ اسلام کا تجارتی نظام.....
۹ تجارت میں ایمان داری کی شرط.....
۹ کم ناپ تول والوں کی تباہی.....
۹ تجارت و احادیث نبوی.....
۱۰ کسب حلال کا بہترین طریقہ.....
۱۲ کسب حلال.....
۱۲ اسلام میں اشیاء کی معاشی تقسیم.....
۱۳ سمندر کے پانی سے نفع حاصل کرنا.....

- نام کتاب : اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم
تالیف : مولانا محمد عبدالحمید قادری بدایونی علیہ الرحمہ
ہاراؤل : مئی ۱۹۶۹ء
بار دوم : ستمبر ۲۰۰۳ء
مطبع : سنج شکر پرنٹرز، لاہور
باہتمام : ادارہ پاکستان شناسی، ۲۳/۲ سوڈیال کالونی، ملتان روڈ لاہور ۵۴۵۰۰
فون : ۷۴۱۲۸۶۲
تعداد : گیارہ سو
صفحات : ۲۸ صفحات
قیمت : بیس روپے (۲۰/-)
تقسیم کار : اورینٹل بکلی کیشنز ۳۵۔ رائل پارک، لاہور ۵۴۰۰۰ فون نمبر ۶۳۶۳۰۰۹

بسم الله الرحمن الرحيم

کس نہ گردد در جہاں محتاج کس
کلمتہ شرع نہیں این است و بس

ایک فطری مذہب ہونے کی حیثیت سے اسلام نے معاشی مسئلے کو اپنی بھرپور توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ قرآن مجید میں انفاق فی سبیل اللہ، یعنی مستحق اور غریب لوگوں کی خبر گیری، انہیں اپنی آمدنی میں شریک کرنے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کے بارے میں عنوان بدل بدل کر جس قدر تاکید کی گئی ہے اقلتا وہ دوسرے مسائل کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔

اسلامی انقلاب کے دور آغاز کی کئی سورتیں بالخصوص اس موضوع سے بھری ہوئی ہیں۔ انسانوں پر انسانوں کی حکمرانی، قیصر و کسری کے استبداد اور شدید معاشی و معاشرتی تفاوت نے عام لوگوں کو جن مصائب و مشکلات میں مبتلا کر رکھا تھا اور جس طرح وہ جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزار رہے تھے اسلام کی دعوت ان کے لئے ایسا پیغام رحمت بن کر آئی کہ وہ دیوانہ وار اس کی طرف لپکے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس معاشرے کی بنیاد رکھی وہ اونچ نیچ، بندہ و مولیٰ، غلام و آقا کے تصور سے یکسر پاک تھا، آپ نے اپنی مبارک زندگی قصد عام آدمی کی سطح سے بھی نیچے اتر کر گزاری۔ اللہ کا حبیب اور کائنات کا محبوب ساری زندگی چٹائی کے فرش، مٹی کے برتنوں، معمولی کپڑوں، انتہائی سادہ کپے گھر اور عام آدمی کی خوراک پر فخر کرتا رہا۔ آپ نے اپنی پہلی تربیت کردہ جماعت صحابہ میں یہی روح پھونگی، خلفائے راشدین اور عام صحابہ کی انتہائی سادہ

۱۳	اراضیات و معاشیات.....
۱۴	چاند، ہوا اور آگ سے انفقار.....
۱۵	سورج، چاند اور ہوا سے نفع حاصل کرنا.....
۱۵	پانی، آگ اور گھاس میں لوگوں کی شرکت.....
۱۷	عام راستوں کا حکم.....
۱۷	نجر اور غیر آباد زمینوں کا قانون.....
۱۹	مالک کے قبضہ کے بعد اس کی بے دلی جائز نہیں.....
۲۰	مالک اپنی اراضی کی کاشت کرائے یا اپنے بھائی کو دے.....
۲۱	زمینوں سے عشر لینے کا قانون.....
۲۱	معاشی ترقیات کے اسلامی اصول.....
۲۲	سونے چاندی کو راختہ امیں نہ خرچ کرنے والوں کے لئے وعید.....
۲۳	مسئلہ سود.....
۲۵	شراب تمام برائیوں کی جڑ.....
۲۶	فقہائے کرام کا مقام.....
۲۷	اسلامی معاش کے مسائل کا خلاصہ.....
۲۸	مصرف و دولت.....
۲۸	دولت کی تقسیم.....
۲۸	اسلام کا قانون ملکیت.....
۲۹	عورت کے لئے پردہ کا حکم.....
۳۰	عورت کی پاکدامنی.....
۳۰	زنا کا حکم.....
۳۱	احادیث متعلق زنا.....
۳۱	لواطت کا رد عمل.....

اور تکلفات سے عاری زندگیاں اسلام کی معاشی تعلیمات کا حقیقی نمونہ تھیں۔

آگے صحابہ کرام کے عملی جائزینوں یعنی صوفیہ کرام، ”غم بیچ ندارم کہ ندارم بیچ“ کی عملی تصویر رہے ہیں۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی حیات طیبہ، حضرت ابوذر غفاری کا مال و دولت کے خلاف تاریخی احتجاج، امام ابو حنیفہ کا مزارعت کے خلاف فتویٰ، صوفیہ کی خدا مست زندگیاں، شیخ جلال الدین قسیمی کی اراضی ہند کے بارے میں تاریخی فتویٰ اسی تسلسل کی کڑی ہیں۔

خلافت راشدہ کے بعد مسلمانوں میں ملوکیت وراثی اور بادشاہوں نے قیصر و کسریٰ کے طرز عمل اپنانے تو عام مسلمانوں نے اپنی عقیدت و محبت کا رخ ان مشائخ و صوفیہ کی طرف پھیرا جو فقر محمدی کے نمونہ تھے انہیں محبت و عقیدتوں کے خراج ملے ان کے ہاتھوں پر مخلوق خدا نے بیعت کی، ہر چند لوگوں کے خوف سے سر حکمرانوں کے سامنے جھکے مگر عام مسلمانوں کے دل ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ رہے جو اپنی درویشانہ زندگیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی جانشین تھے۔

عام مسلمانوں نے ملوکانہ اداؤں کے مظہر اور مال و دولت کے پجاری شاہوں سے کبھی سمجھوتہ نہ کیا، ان کا نصب العین اور معیار ہمیشہ سیرت طیبہ رہی۔ قرآن مجید نے الْأَرْضُ لِلَّهِ کہہ کر زمین پر انسانوں کی ملکیت کے دعووں کی نفی کی تو حَقُّ لِلشَّانِلِ وَالْمَحْضُومِ فرما کر زمین کے وسائل میں بنی نوع انسان کے تمام افراد کو شامل کر لیا گیا۔

اس دور کا انسان معاشی حیوان کہلاتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی ملک کا عام انسان

۱۔ شیخ جلال الدین قسیمی (۸۹۶-۹۸۹ھ/۱۳۹۱-۱۵۸۱ء)، پاکستان و بھارت کے ایک مشہور بزرگ، شیخ عبد القدوس گنگوہی کے خلیفہ۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آخری دور میں علوم دینیہ سے اعراض کر کے ظلمات فحش ہو گئے۔ تلاوت قرآن اور نوافل کا التزام کر لیا تھا۔ ”تحقیق اراضی الہند“ ان کی ایک کتاب ہے۔ ”ادرو جامع انسائیکلو پیڈیا، مطبوعہ شیخ محمد علی ایڈسز، لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۴۷۱، نیز تفصیلی کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ ”اسلام کا نظام اراضی“ از مفتی محمد شفیع، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۹ء (ظہور النہج)

غربت، افلاس، ظلم اور محرومیوں کی چنگی میں پس رہا ہو اور صرف حکمرانوں کے ٹھاٹھ بانٹھ دیکھ کر ملک کو خوشحال قرار دے دیا جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور تہدید فرمایا تھا کہ

كَانَ الْفَقْرُ أَنِّي يَكُونُ كُفْرًا

تنگدستی کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے۔

اسلام ایک رفاہی فلاحی حکومت کا تصور پیش کرتا ہے چونکہ اسلامی حکومت خدائی احکام کے نفاذ کی ذمہ دار اور امین ہوتی ہے لہذا اس کا فرض ہے کہ وہ ریاست کے ہر فرد کے لئے بنیادی حقوق، روزی و رزق، علاج معالجہ، گھر وغیرہ کی ذمہ داریاں قبول کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا (سورۃ ہود) فرما کر یہ ذمہ داری زمین میں اپنے خلفا پر ڈال دی ہے۔

استحصال، امیر کو امیر اور غریب کرنے والی تمام شکلوں کو اسلام نے سختی سے رد کر دیا ہے۔ مزارعت، آدھت، کرائے پر مکان دینا، غیر حاضر زمیندار کا تصور، لامحدود جاگیر داری ایسے مسائل ہیں کہ اب ان کے بارے میں اسوہ اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں دوبارہ غور و خوض کیا جانا چاہئے جب تک ان کے بارے میں صاف، دو ٹوک اور لگی لپٹی کے بغیر نظریات نہیں اپنائے جائیں گے ملت اسلامیہ بالخصوص پاکستان کے مسائل بڑھتے جائیں گے۔ یہ سب کچھ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا اس سے احادیث کے ذخیرے بھرے ہوئے ہیں قرآن مجید کی تعلیمات واضح ہیں۔

شدید ضرورت ہے کہ اس رخ کو جو حقیقی ہے سنت و اسوہ رسول کے زیادہ قریب ہے اور وقت کی ضرورت ہے سامنے لایا جائے تاکہ بقول اقبال

جو حرفِ قُلِّ الْعَفْوُ میں پوشیدہ ہے اب تک

اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار!

کا مظاہرہ ہو۔

اسلام کے نزدیک اَنْخَلُقْ عِبَادَ اللّٰهِ خَلْقٌ اللّٰہ کا کلمہ ہے ایک ضابطہ ہے چنانچہ علامہ نے

کہا ہے

آب و نان ماست از یک مائدہ
دود آدم "کنفس و احده"

انتہائی خوش آئند بات ہے کہ میرے دیرینہ دوست، محب، نایاب اور نادر کتابوں اور موضوعات کے عاشق ظہور الدین خان امرتسری نے نامور عالم دین، قائد اعظم کے معتمد، قافلہ تحریک پاکستان کے فرو فرید، ادیب، خطیب، مجاہد مولانا عبدالخالق بدایونی ۱۹۶۹ء میں اس حساس اور اہم ترین موضوع پر لکھا ہوا رسالہ "اسلام کا معاشی نظام" تلاش کر کے دوبارہ چھاپ رہے ہیں، جہاں یہ رسالہ ہمارے بالغ نظر عالم دین کی دور اندیشی، وسعت نظری اور حالات و واقعات پر گہری نظر کی غمازی کرتا ہے ٹھیک وہاں اس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ بانی پاکستان قائد اعظم کے قریب ترین رفقا اور معتمد علیہ سرکردہ لیڈروں کا نقطہ نظر کیا تھا اور وہ پاکستان کو کس قسم کا نظام دینا چاہتے تھے۔

میں اس رسالہ کی اشاعت پر ظہور الدین خان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ملک کے اربابِ بست و کشاد سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر اس ملک کو ایک فلاحی رفاہی مملکت میں تبدیل کرنا ہے تو بنیادی اور ہمہ گیر تبدیلیاں کیجئے۔

بدلنا ہے توئے بدلو نظام سے کشی بدلو
وگر نہ جام و مینا کے بدل جانے سے کیا ہوگا!

فقیر سید محمد فاروق القادری

۱۳/ اگست ۲۰۰۳ء سجادہ نشین خاندان قادریہ گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یار خان

بنام جہاں دار و جاب آفرین

عرض ناشر

تحریک پاکستان کو عوامی طاقت بنانے میں جن عناصر کا دخل تھا ان میں علمائے کرام کو یقیناً امتیازی مقام حاصل تھا۔ مولانا محمد عبدالخالق قادری بدایونی علیہ الرحمہ (۱۱ نومبر ۱۹۰۰ء - ۲۱ جولائی ۱۹۷۰ء) اس قافلہ کے سالار تھے جن کی حمایت سے مسلم لیگ کی تحریک کو بڑی تقویت ملی۔ مولانا بدایونی اور جمہور مسلمانوں نے جب کھل کر مسلم لیگ اور قائد اعظم کی تائید و حمایت اس شرط پر کی کہ پاکستان میں قرآن و سنت پر مبنی نظام حکومت ہوگا جس کی یقین دہانی قائد اعظم نے ان حضرات کو کرائی تھی۔ تمام مسلمان ایمانداری سے یہ بات سمجھتے تھے کہ اسلام کا دستور العمل ہی ان کے تمام مسائل کا حل ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ انگریز کی حکومت اختیار کر کے مسلمانان ہند بے شمار معاشی، سیاسی، تمدنی، ثقافتی، مذہبی اور متعدد اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ مسلم زعماء کی ان

۱۔ "حضرت قائد اعظم اور حضرات مشائخ و علماء کے درمیان اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں غالباً پہلا اور آخری تحریری معاہدہ ہماگنی شریف میں ہوا جس میں فریقین نے باضابطہ دستخط ثبت کئے۔" (دیکھئے۔ شریف فاروق: چند یادیں بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۲ ستمبر ۱۹۸۳ء، مضمون بعنوان "امین الحسنات حضرت ہجیر صاحب مہنگی شریف") نیز اس معاہدہ کی تصدیق آل انڈیا مسلم کانفرنس (اجلاس امیر مقصد ۱۵-۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء) نے ۸ جون ۱۹۳۶ء میں سید محمد محمدت کچھوچھو کے خطیر صدارت (خطبہ: "اثر شریعہ مجبور پہ" اسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد، ۱۹۳۶ء) سے ہو جاتی ہے۔

۲۔ معاشی طور پر مسلمان قوم اس قدر مفلوک الحال ہو چکی تھی کہ اپنی ضروریات زندگی کے لئے ان کی نوے (۹۰) فی صدی سے زیادہ آبادی ہمسایہ قوم (یعنی ہندو مہاجنوں) سے سودی قرض لینے پر مجبور تھی۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ "خطیر صدارت جمعیت عالیہ آل انڈیا مسلم کانفرنس" از مفتی اثنا عشر سالہ محمد حامد رضا خاں قادری، مطبوعہ مطبع احسان بریلی ۱۳۳۲ھ/۱۹۴۵ء)

تمام پہلوؤں پر گہری نظر تھی۔ اگر قائد اعظم کے ارشادات و خطبات کا ہم (بتدریج) بالاستیعاب مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی حالت زار پر بے حد متفکر تھے۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کے ۳۰ ویں سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی، ۲۳ مارچ ۱۹۳۳ء (۲) میں قائد اعظم اپنے صدارتی خطبہ میں مسلمان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو انہیں اپنے فرائض سے غفلت برتنے پر تنبیہ کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں:-

”یہاں میں ان زمینداروں اور سرمایہ داروں کو تنبیہ کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے خرچ سے بڑھے ہیں اور ایسے انتظامی طرز کے ذریعہ سے جو نہایت مجرمانہ اور پُر نساد ہے اور جس سے ان کو اس قدر خود غرض کر دیا ہے کہ ان سے بدلائل (بدلائل) گفتگو کرنا دشوار ہے۔ عوام سے جلب منفعت ان کی رگ و پے میں داخل ہے وہ اسلام کا درس (اسلام کے احکام) بھول گئے ہیں (یا وہ اسلام کی تعلیم کو فراموش کر بیٹھے ہیں)۔ لالچ اور خود غرضی نے ان کو ایسا کر دیا ہے کہ خود ان کو اپنی فریبی کے لئے دوسروں کے مفاد یا مال (پامال) کر ڈالنے میں کوئی ہاک نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم آج با اختیار نہیں ہیں۔ آپ کہیں دیہات میں جائیں۔ میں نے دیہات دیکھے ہیں وہاں ہمارے لکھو کھام قوم ہیں جنہیں بمشکل دن میں ایک مرتبہ غذا ملتی ہے۔ یہ تمدن ہے؟ یہ پاکستان کا حصہ ہے؟ کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ لاکھوں آدمی اس طرح لوٹے گئے اور ان کو ایک وقت بھی کھانا نہیں ملا ہے۔ اگر پاکستان کا تصور یہ ہے تو وہ مجھے نہیں چاہئے۔ اگر وہ عقل مند ہیں (یعنی امراء اور سرمایہ دار) تو انہیں چاہئے کہ دور حاضر کے حالات (نئے حالات) کے ساتھ ساز کریں (مطابق ذہال لیں)۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو خدا ان کی مدد کرے (تو

ادیکھئے۔ ”قائد اعظم کا بیجا“ مرتبہ سیدہ قاسم محمود، مطبوعہ الفیصل، لاہور، جنوری ۲۰۰۱ء، ص ۱۳۲
پروفیسر اکرم نظام حسین ذوالفقاری کی لکھی ”پاکستان تصور سے حقیقت تک“ شائع کردہ بزم اقبال، لاہور (طبع ۱۹۹۷ء) میں مذکورہ اجلاس کی تاریخ ۲۳ مارچ ۱۹۳۳ء نہیں ۲۴ مارچ ہے۔ ظہور الدین

پھر اللہ ہی ان کی مدد کرے تو کرے یا پھر خدا ان کے حال پر رحم کرے) ہم تو ان کی (کوئی) مدد نہیں کریں گے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ اپنے اوپر اعتماد کریں۔ ہمیں پس و پیش نہیں کرنا چاہئے وہ ہمارا محظر ہے ہم اسے حاصل کریں گے۔“

یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا اقتباس (جو فی نفسہ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں) حضرت قائد اعظم کے تیس (۳۰) صفحات پر محیط خطبہ صدارت کا آخری حصہ ہے جسے آئری سکرٹری صوبہ مسلم لیگ پنجاب، سید ظیل الرحمن نے جولائی ۱۹۳۳ء میں تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر شائع کیا تھا، لیکن یہ بات راقم حروف کے لئے بڑی حیران کن ہے کہ ”خطبات قائد اعظم“ کے مرتب اور مشہور مؤرخ سید رئیس احمد نعیمی ندوی نے خدا جانے کس بنا پر اس کو نظر انداز کیا ہے اور اسی طرح قائد اعظم پر شائع ہونے والی بعض دوسری کتب میں اس اہم خطبہ کو صرف نظر کر دیا گیا ہے۔ افسوس بقول ڈاکٹر محمد باقر مرحوم، جہاں پاکستان کے عوام کو علم سے بے بہرہ رکھا جا رہا ہے وہیں افراسیاب خٹک کے بقول، ہمارے حکمران طبقوں نے صرف ہمارے حال کے سماجی، معاشی اور فکری استیصال پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ ہمیں اپنے ماضی کے بارے میں کنفیوز کرنے میں بھی کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔“ افسوس قائد اعظم کے مذکورہ فرمودات بھی کبھی ہمارے حکمرانوں کے پیش نظر نہیں رہے کیونکہ ”ان کا واحد مقصد حیات تو اپنے اقتدار کا دوام اور اپنے ذاتی دشمنوں کا زوال ہوتا ہے۔“

آج کہ جب وطن عزیز میں غریب آدمی کا جینا دو بھر کر دیا گیا ہے اور جاگیردارانہ نظام، سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ مل کر اس ملک میں اپنے پاؤں پھیلارہا ہے ایسے میں (ضرورت اس سے) سید ظیل الرحمن ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۲ء تک پنجاب مسلم لیگ کے جنرل سکرٹری رہے۔ قرار داد لاہور کے بعد پٹنل کانگریس اور ان کے حواری نیشنلسٹ مسلمانوں نے نظریہ پاکستان کی مخالفت میں بے پناہ دوا دیا چاہا تھا۔ اس کا موثر دوا کرنے میں سید صاحب کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ مرکزی کابینہ میں بطور وزیر مملکت کام کرتے رہے۔ آپ کی قومی خدمات کے اعتراف میں حکومت پنجاب نے ۱۹۸۸ء میں ”تحریک پاکستان گولڈ میڈل“ سے نوازا۔“ (قاسم محمود، سید۔ ”انسانیکو پیٹیا پاکستانیکا“۔ مطبوعہ الفیصل، لاہور، طبع ۲۰۰۱ء، ص ۷۸)

امر کی ہے کہ) قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے ان فرمودات کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ نیز اسلامی نظام معیشت پر کتب شائع کی جائیں۔ زیر نظر کتابچہ ”اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم“ کی دوبارہ اشاعت اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ادارہ پاکستان شناسی، برادر کرم شاہد عامر قادری زید مجتہد (نبیرہ مولانا عبدالخالق بدایونی علیہ الرحمہ) کا دل سے ممنون ہے کہ موصوف نے پیش نظر کتابچہ کے علاوہ حضرت بدایونی کا تالیف کردہ رسالہ ”ہاشویزم اور اسلام“ (جس میں ہاشویزم کے اصول پر مدلل بحث کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو مختلف انداز میں پیش کیا گیا ہے) بھی بغرض اشاعت عنایت فرمایا اور تحریر یک پاکستان کے سلسلہ میں اسلامیان ہند کی عظیم جدوجہد (جو ہمارا بے بہا ورشہ ہے) سے متعلق بعض دست آوریز فراہم کی ہیں جن کی اشاعت سے وہ نقوش واضح ہو سکیں گے جنہیں دھندلا دیا گیا ہے۔ صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے وقیع اور نگرا نگیز انداز میں زیر نظر کتابچہ پر ابتدائے چند صفحات تحریر فرمائے جس سے اس کی افادیت دو چند ہو گئی ہے۔ خدا ان کو سلامت رکھے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

ظہور الدین خان امرتسری

ادارہ پاکستان شناسی لاہور

تَحْقِيقُ مَعْنَايِهِمْ مَعِيشَتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَرَفْعُ بَعْضِهِمْ فَوْقَ بَعْضٍ كَرَجَاءِ كَيْفِيَّتِهِمْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا خَيْرِيًّا
انہی ریزی کو ہم نے سیم کر دیا اور ہم نے ایک کو دوسرے
پر فوقیت دی تاکہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں

اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم

حضرت الحاج مولانا شاہ محمد عبدالحمید قادری بدایونی

صدر مرکزی جمعیت علماء پاکستان

وکیل اسلامی مشاورتی کونسل حکومت پاکستان

مولانا محمد حسن نقیہ الشافعی
ناظم مرکزی جمعیت علماء پاکستان
مولانا عبدالواحد عثمانی قادری
ناظم نشر اشاعت مرکزی جمعیت علماء پاکستان

نہیں قسمنا میں ہم معیشتہم فی الحیوۃ الدنیا دینا بعضہم فوق بعض دینا لیکن
بعضہم بعضا سحر یا

• ان کی روزی کو ہم نے تقسیم کر دیا۔ اور ہم نے ایک دوسرے پر فوقیت دی تاکہ ایک دوسرے کے کام نہ آئے۔

اسلام کا معاشی نظام

مؤلفہ

حضرت الحاج مولانا شاہ محمد عبدالحمید القادری البہاروی
صدر۔ مرکزی جمعیتہ علمائے پاکستان ورکن اسلامی مشاورتی کونسل
جس میں

بتایا گیا ہے کہ مال و رزق کی تقسیم کا حق اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے
سوشلزم۔ کمیونزم کی تقسیم دولت ایک فریب ہے

ناظران مولانا محسن فقیہ ناظم مرکزی جمعیتہ علمائے پاکستان۔
مولانا عبدالواحد قادری ناظم نشر و اشاعت
مرکزی جمعیتہ علمائے پاکستان

نے

دفتر مرکزی جمعیتہ علمائے پاکستان،
۲۱۴۔ پیر کالونی کراچی سے شائع کیا

مطبوعہ ۱۔ مشور آفٹ پریس۔ میکلوڈ روڈ۔ کراچی

قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و صلوٰۃ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام مقدس اور اس کا صحیفہ قرآن مجید، فرقانِ عید چونکہ عام انسانیت کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات بن کر نازل ہوا اس کے اندر جامعیت کے ساتھ تمامی احکام پائے جاتے ہیں۔ ولادت و پیدائش کو اگر لیجئے تو اس کے متعلق واضح ہدایات ملتی ہیں پیدائش کے بعد بچے کے کانوں میں ندائے توحید و رسالت پہنچائی جاتی ہے۔ پھر رضاعت و دودھ پلانے کے مسائل وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے۔ ماں باپ کو حکم دیا گیا کہ بچے کی بہترین تربیت کریں اُسے سمجھاتے رہیں کہ تمام کاموں کا تعلق پیدا کرنے والے سے ہے۔ جن قدر اُس کا شعور ترقی کرتا جائے اُسے تعلیم دی جانی رہے کہ ہر انسان اپنے خالق کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ اور اُس کا حساب لیا جائے گا۔ ہوش سنبھال کر اس قدر علم حاصل کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جس سے انسان اچھے بُرے میں امتیاز کر سکے۔

اسلامی معاشیات

جو دین زندگی کے تمام شعبہ جات کے لئے ایک مکمل نمونہ پیش کرتا ہو کیسے ممکن تھا کہ وہ معاشیات و اقتصادیات کی تعلیم نہ دیتا۔ اسلام نے معاش کے ہر گیر اصول ظاہر فرمائے۔ اس نے ہر شخص کو بتایا کہ وہ کمر ہمت باندھ کر خدایہ بھر دوسرے کے اپنا رزق حاصل کرے۔ اس امر پر یقین رکھے کہ پیدا کرنے والا مجھے رزق عطا فرمائے گا۔ وہی تمام وجوش و طہور اور انسانوں کو روزی دیتا ہے۔

رزق خدا کے ہاتھ میں ہے

(۱) کوئی بھی زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ

(۱) وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ

إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا
وَمُسْتَوْدَعَهَا۔

(سورہ ہود) اس کا رزق اللہ پر ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ کب تک کس کو زمین پر ٹھہرنا اور کب اس کی طرف لوٹنا ہے۔

انسان کے لئے وہی ہے جو وہ کوشش کرے

(۲) لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
وَأَن سَعَى سَوْفَ يُعْطَى (سہ الجہم)

اس نے کمایا اور یہ کہ وہ اپنی کوشش اسلام نے ایک انسان کو اس کا حق دیا ہے کہ وہ معاشی اور تجارتی۔ صنعتی و حرفتی ترقیاں کرتا رہے۔ معاشیات کے شعبہ جات میں جب قدر بھی اُسے عروج حاصل ہو وہ اپنی معاشی راہوں میں خدائے پاک کے قوانین معاشیات پر عمل پیرا ہو۔ اپنی دولت میں غریبوں۔ محتاجوں، پریشان حالوں، ضرورت مندوں۔ ذوی القربیٰ کو کو شامل رکھے۔ جس طرح اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں کو مقدم رکھتا ہے اسی طرح دوسرے ضرورت مندوں کا خیال رکھے۔

معاشیات اسلامی میں
فرق مراتب

معاشیات اسلامی میں اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ اسلام عام طور پر کسب حلال اور کسب معیشت کے لئے سب کو موقع دیتا ہے اور بحیثیت انسان کے تلاش معاش میں سب کو آزادی ہے لیکن فطری طور پر ہر ایک کی صلاحیتیں مختلف ہیں۔

خدائے برتر نے بعض کو بعض پر
فضیلت عطا فرمائی ہے

(۱) وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ

(۱) اللہ نے تم کو ایک دوسرے پر

عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ
فُضِّلُوا بِرَأْسٍ زَكَاةً عَلَيْهِمْ
مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ
فِيهِ سَوَاءٌ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ
يَجْحَدُونَ (سورہ نمل)

(۲) تَحْنُ تَسْمَنَ بَيْنَهُمْ مَعِيَّتُهُمْ
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفَعَّا بَعْضَهُمْ
فَوْقَ بَعْضٍ لِّيُتَّخَذَ بَعْضُهُمْ
بَعْضًا مَّخْرُجًا (سورہ زحف ۲۵)

ان دو مبارک آیتوں میں انسانی فضیلت اور کسی کو اس قدر سے دینے کی ممانعت کی گئی کہ مالک و ملوک برابر ہو جائیں پھر دوسری آیت میں خداوند قدوس نے معیشت کی تقسیم کو اپنے ہاتھ میں رکھا۔ بعض کو بعض پر اسلئے فضیلت دی کہ ایک دوسرے سے کام لیتا ہے۔

سوشلزم

آج سوشلزم۔ کیونزم تحریکات۔ عوامی حقوق کی مساوات کا دعویٰ کرتی ہیں اور تقسیم کو اپنے ہاتھ میں لے کر جو طاقت سرمایہ داروں کے ہاتھ میں تھی وہ اپنے چند ارکان کے قبضے میں دینے کی حامی ہیں۔ اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم سب کو برابر اور مالی مساوات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جن مالک میں کیونزم۔ سوشلزم کی حکومت ہے اور جنہیں حکومت کرتے ہوئے برہا برس گزر گئے وہاں بھی امیرو غریب۔ دولت مند و محتاج ہر قسم کے لوگ موجود ہیں۔ جب خدائے تعالیٰ کا فلسفہ ہی یہ جاری ہے کہ سب برابر نہیں ہو سکتے تو سوشلزم کا دعویٰ مساوات قطعاً بے اصل اور غلط ہے۔

سوشلزم تحریک کا اصل پس منظر

سوشلزم تحریک کو غریبوں، مزدوروں کے نام پر پیش کیا جا رہا ہے مگر ان تحریکات کے قاعدین کے خیالات قابل ملاحظہ ہیں۔
لینن لکھتا ہے:-

”سرمایہ داروں کی غیر مرئی قوتوں نے انسان کے ذہن میں ایک ڈر کی صورت پیدا کر دی ہے جس سے ایک حاکم اعلیٰ کی بنیاد پڑتی ہے۔ اسے آدمی نے خدا کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔ تو جب تک خدا کا خیال ذہن انسانی سے فنا نہ کر دیا جائے گا یہ لعنت کسی طرح دور نہیں ہو سکتی۔“

یہی لینن مارکس کے حوالے سے اپنے ایک مضمون میں جو ماہنامہ ”لیبر“ میں ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا لکھتا ہے:-

”مذہب لوگوں کے لئے ایفون ہے۔ اس لئے مارکس کے نظریے کے مطابق تمام مذاہب و کلیسا سرمایہ داروں کے آلہ کار ہیں۔ جن کے ذریعے فرد اور جماعت کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں لہذا مذہب کے خلاف جنگ کرنا ہر اشتراکی کے لئے ضروری ہے تاکہ مذہب کا وجود مٹ جائے۔“

اسی لینن نے اپنی تقریروں میں زور دیا کہ

ہر خاص و عام اشتراکی کی زندگی کا نصب العین یہ

ہونا چاہئے کہ وہ ہر ممکن کوشش سے خدا کے غلبے و تسلط کو پھین لے۔

کیونکہ اشتراکی نظام کا بدترین دشمن خدا کا وجود ہے۔

یہی لینن لکھتا ہے:-

”ہم ان تمام اخلاقی حدود کی مذمت کرتے ہیں جو کسی مافوق الفطرت عقیدے کا نتیجہ ہیں ہمارے خیال میں اخلاق کا نظریہ ہمیشہ جماعت کے مفاد کی جنگ کے موافق ہونا چاہئے۔ ہر وہ حربہ جو قدیم فاسقانہ نظام معاشرت کے خلاف اور مزدوروں کی تائید میں استعمال کرنا ضروری ہو عین اخلاق ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ سب کچھ ناجائز ہے۔ چنانچہ جماعتی مفاد کی خاطر جرائم کا ارتکاب۔ دروغ بیانی۔ فریب دہی عین صداقت ہے۔“

آرٹھی باشیواپنی کتاب میں لکھتا ہے:-

”خواہشات نفسانی کو بلا قید و پابندی فرو کرنا ہی عین فطرت ہے۔ اس کے لئے نہ منہ کی آواز کی پروا کرنا چاہئے نہ خدا اور انسانوں کے وضع کردہ اصول سے ڈرنا چاہئے۔ شراب نوشی۔ زنا کاری کوئی معیوب باتیں نہیں ہیں۔ جن سے انسان خواہ مخواہ شرمانا پھرے۔ تیز اور تند فحش جذبات فطری جذبات ہیں جو چیز فطری ہو وہ کس طرح ناجائز ہو سکتی ہے۔“

یہ ہیں سوشلزم اور کمیونزم لیڈروں کے الفاظ جن سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا

کہ یہ جماعتیں غریب مزدوروں کا نام لے کر اول تو خدا دند تعلقے کے وجود کے خلاف تبلیغ کو اپنا سب سے بڑا فریضہ سمجھتی ہیں اور ان کے نزدیک مذہب افیون کی گولی ہے۔ شراب نوشی۔ زنا کاری میں ان کے نزدیک کوئی عیب نہیں۔

کوئی ذی عقل و ہوش انسان ان تحریکات کے محرکین کی تائید طرح کر سکتا ہے۔ ہاں وہی حمایت کرے گا جو محرمات کا عادی ہوگا۔ اسلام مقدس وراثت میں دولت کو ایک ہاتھ سے نکال کر بہت سے ہاتھوں میں دے دیتا ہے۔ جو دولت ایک جگہ سیٹی ہوئی تھی اسے مختلف افراد میں بانٹتا ہے۔ دولت و اموال کی تقسیم بھی اس صورت کے ساتھ کہ ایک فریق کو زیادہ سے زیادہ دولت مند بنا دیا جائے اور دوسرے کو بالکل محتاج کر دیا جائے اسلام مقدس۔ فرق مراتب قائم رکھتے ہوئے اکتساب دولت و اموال کو ہر ایک شخص کی کوشش پر محمول کرتا ہے۔ اسلام نے صاف طور پر ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ
بے شک اللہ تعالیٰ کثادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اور تنگی کرتا ہے۔ (سورہ الروم)

رزق میں کثادگی اور وسعت دینا خدا کے اختیار و قبضے میں ہے البتہ اس نے ذرائع و اسباب بخوبی کر دیے۔

اسلام کا تجارتی نظام

اسلام مقدس نے تجارت کرنے کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی مختلف آیتیں ہماری رہنمائی فرماتی ہیں۔ عام کلیہ کے طور پر ارشاد فرمایا۔

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ

تمہارے لئے وہی ہے جو تم نے کمایا۔

(بقرہ)

تجارت میں ایمانداری کی شرط

اسلام مقدس نے تاجروں کو ایمانداری کی ہدایات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

(۱) مَا وَفَّوْا لَكَ كَيْلًا وَلَا مِثْرًا
(۱) انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کیا کرو۔ لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ (سورہ اعراف)

کم دینے والوں کی تباہی

(۲) وَتِلْكَ اِلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ
کم دینے والوں کے لئے بڑی تباہی ہے لوگوں سے لیں تو پورا پورا لیں اور جب انھیں ناپ تول کر دیں تو کم دیں۔ (سورہ المطففین)

(۴) تجارت و احادیث نبوی

مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ طیب لا یقبل الا طیباً و ان اللہ

امر المؤمنین ما امر بہ المرسلین

(رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا پاک

ہے وہ پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے اس نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا تھا۔

(۲) عن دافع بن خدیج قیل یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور (۲۷۱۵ احمد)

(۲) رافع ابن خدیج راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کونسا کسب افضل ہے فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور ہر تجارت جو درست ہو جس میں بھجوت فریب نہ ہو۔

(۳) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکل طیباً وعل فی سنة وامن الناس بسوائقہ دخل الجنة۔

(۳) حضرت ابو سعید خدری راوی ہیں حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال کھایا اور طریق سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتی سے امن میں رہے تو جنت میں داخل ہوا۔

(۴) عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رحمہ اللہ رجلاً سمحاً اذا باع و اذا اشتري و اذا اقتضى۔ (۲۷۱۶ البخاری)

(۴) حضرت جابر بن عبد اللہ راوی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا اس پر رحم کرے جو سمجھے اور خریدنے میں آسانی پیدا کرتا ہو۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کسب حلال کا بہترین طریقہ تجویز فرمایا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں روحانی اور مادی پیشوا تھے وہیں آپ تجارتی معاملات میں بھی بہترین معلم تھے۔ آپ کی حیات مبارکہ میں ایک انصاری صحابی

پیش ہوئے جن کے پاس ٹاٹ کے دو ٹکڑے۔ ایک پینے کا پیالہ تھا۔ حضور کو جب معلوم ہوا تو آپ نے حکم دیا وہ چیزیں میرے پاس لاؤ۔ جب یہ لے آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ٹاٹ کے دو ٹکڑے ہیں ایک کو اوڑھتا ہوں ایک کو بچھتا ہوں۔ پیالے سے پانی پیتا ہوں اور کوئی سامان نہیں۔ آپ نے پیالہ لے کر ارشاد فرمایا۔ من یشتری ہذا یمن۔

ان دونوں کو کون خریدتا ہے ؟

ایک صحابی نے عرض کیا:-

اَنَا اُخِذْتُهَا بِدَرْهَمٍ - میں ایک درہم کو خریدتا ہوں۔

حضور نے ارشاد فرمایا:-

من یشری علفاً بدرہم - ایک درہم میں کون امانہ کرتا ہے۔
دو درہم کو بولی ختم ہو گئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا:-

اشتر بھذا طعاماً فانبذہ اس سے اناج خریدو اور اپنے گھر والوں
الى اهلك واشتر بالآخر قدوا کے پاس ڈال دینا۔ اور ایک درہم سے
فاشخی بہ۔ ایک کلباڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حاجت مند انصاری نے ایسا ہی کیا
کلباڑی خرید کر حضور کی خدمت اقدس میں پیش کی۔ آپ نے دست مبارک سے اس کے
اندر ایک لکڑی ٹھونک دی اور صحابی سے ارشاد فرمایا

"اِذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا تَمْنَحْ

خمسة عشر يوماً۔

جاؤ لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو۔ پندرہ دن سے

پہلے میں تمہیں نہ دیکھوں۔

پندرہ دن تک یہ انصاری معاش پیدا کرتے رہے۔ جب پندرہ دن گزر گئے تو حضور
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ پندرہ دن میں دس درہم کی آمدنی ہوئی

جس میں سے چند درہم کے کپڑے خریدے اور چند درہم کا غلہ خریدا۔ حضور نے ارشاد فرمایا

هَذَا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ تَجِيَ الْمَسْئِلَةَ

نقطة في وجهك يوم القيامة۔

(رواہ ابو داؤد والترمذی)

یہ بھلا ہے تمہارے لئے اس بات سے اس حال

میں کہ قیامت کے دن بھیک کے باعث تمہارے

چہرے پر ایک داغ بنا ہوا ہو۔

حضور کی اس حکیمانہ نصیحت پر عمل کرنے سے اس صحابی کی معیشت سنور گئی۔

کسبِ حلال

طلب کسب الحلال فریضۃ حلال کسب کا کرنا فریضۃ ہے ایک بعد الفریضۃ۔

فریضۃ کے بعد۔ جائز کسب کرنے کی صد مثالیں موجود ہیں، جن کو ہم چھوڑتے ہیں۔

اسلام میں اشیاء کی

معاشی تقسیم

حضرات فقہائے کرام نے سمندر، چاند ہوا اور آگ تک کی تقسیم کے مسائل کو پھیلا کر بیان فرمایا ہے اور اس طرح تقسیم فرمائی ہے کہ ان چیزوں کا بنی آدم میں کوئی مالک ہے یا نہیں۔ اگر مالک نہیں ہے تو قبضہ کرنے کے بعد بنی آدم اس کا مالک ہو سکتا ہے یا نہیں اس طرح جن چیزوں کا کوئی مالک ہے اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ مالک کی مرضی کے بغیر اسلام ان پر دوسروں کو قبضہ کرنے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ اگر دیتا ہے تو اس کی کنٹیکٹیں ہیں اور اگر نہیں دیتا ہے تو ان چیزوں کے مالک

ہونے کے قانونی ذرائع کیا ہیں۔

سمندر کے پانی سے نفع حاصل کرنا

الانتفاع بماء البحر
نوعیت وہی ہے جو آفتاب، ماہتاب اور
ہوا سے استفادے کا حکم ہے۔ یعنی ہر شخص
کو ان سے استفادے کا حق حاصل ہے۔

معلوم ہوا کہ سمندر، ہوا وغیرہ اور پانی آفتاب، ماہتاب اور فضا کا کوئی مالک
نہیں۔ اسی طرح ہوا کے پرندے، جنگل کے جانور، سمندر کے حیوانات ان سب کا
کوئی مالک نہیں ہے۔ یہی حال جنگلی پہاڑوں، درختوں اور دیگر نباتات کا ہے۔

قاضی ابویوسف "کتاب المزاج" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اذا كان في المغائر والجبال على

الا شجار او في الكهوف فلا شيء

فيه وهو بمنزلة الشمار تكون في

الجبال والادوية۔"

حجب یہ چیزیں صحرا اور پہاڑوں، درختوں یا

پہاڑوں کے غاروں میں ہوں تو ان پر کچھ نہیں

ہے۔ یعنی حکومت ان پر کوئی ٹیکس عائد نہیں

کر سکتی اور اسی طرح کا حال ان پھلوں کا ہے

جو پہاڑوں اور وادیوں میں ہوں۔

اراضیات و معاشیات

صاحب بدائع تحریر فرماتے ہیں:-

والارض في الاصل نوعان مملوكة
والارض مباحة غير مملوكة
والمملوكة نوعان عامرة وخراب المباحة
ايضا نوعان نوع هو من مرافقة البلد
والمحتطبا تهم ودرع مرایشهم
ونوع ليس مرافقا والمستمع بالسواتر
توجهه - زمین کی اصل دو قسمیں ہیں۔ ایک
وہ زمین جو کسی کی ملکیت ہے۔ دوسری قسم مباح
یعنی جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو۔ جو زمین کسی کی
ملکیت ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک آباد
اور دوسری غیر آباد۔ اسی طرح غیر مملوکہ مباح کی
بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو لکڑی کے حاصل کرنے
کی جگہ ہو، مویشیوں کی چراگاہ ہو۔ دوسری جس
کا شمار موافق خطے سے نہ ہو۔ اس کا نام اللوات ہے

اس سے معلوم ہوا کہ زمینیں بعض غیر مملوکہ بھی ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب ان پر کسی کا
قبضہ نہیں تو ان کے مملوک ہونے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ البوداؤد شریف میں مروی ہے:-

من سبق ما لم يسبق اليه مسلم
فهو احق به -

جس پر کسی مسلمان کا پہلا قبضہ نہ ہو جو پہلی بار
قبضہ کرے گا وہی اس کا حق دار ہوگا۔

چاند، ہوا، آگ سے انتفاع

ہدایہ میں ہے:-

من سبقت يديه اليه ملكه

پہلی دفعہ جس کا قبضہ ہوگا وہی اس کا مالک ہوگا

مگر اس عام قانون کے باوجود بعض چیزیں ایسی ہیں جنہیں اسلامی احکام کے
تحت خاص شرائط کے ساتھ اس قانون سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ مثلاً آفتاب۔ مانتاب
ہوا وغیرہ اس کا کوئی مالک نہیں ہوتا۔

سورج، چاند اور ہوا سے نفع حاصل

کرنے سے نہیں روکا جاسکتا

ہدایہ میں ہے:-

الاستفاع بالشمس والقمر والهواء

فلا يمنع من الاستفاع به على اى

وجه شاء -

آفتاب، مانتاب اور ہوا سے کسی کو نہیں روکا

جاسکتا۔ جس طرح چاہے ان سے استفادہ

کرے۔

بعض امور ایسے ہیں جن پر خواہ کسی کا قبضہ بھی ہو جائے لیکن عام مفاد کیلئے
یہ قرار دیا گیا ہے کہ انفرادی حیثیت سے ان کا کوئی مالک نہیں ہو سکتا۔ بلکہ انہیں
مفاد عامہ کی خاطر پراپرٹی قرار دیا جائے گا۔

پانی، گھاس، آگ میں

لوگ شریک ہیں

حدیث شریف میں وارد ہے:-

"الناس شركاء في الماء والكلأ والنار"

(صحاہ)

تین چیزوں میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھی
اور شریک ہیں۔ پانی، گھاس، آگ۔

چنانچہ اس حدیث شریف کے ماتحت یہ چیزیں عوام کی بھی جانی ہیں

۱۔ پانی

۲۔ آگ

۳۔ گھاس

۴۔ ایسے معاون جن کی پیداوار کے حاصل کرنے میں کسی محنت و مشقت کی ضرورت نہیں ہوتی اور عام لوگوں کی ضرورت کی اشیاء ان سے برآمد ہوتی ہیں۔

۵۔ آبادی کی چراگاہیں۔

۶۔ جنگل (جن کا کوئی مالک نہ ہو)۔

۷۔ آبادی کے اطراف کی ایسی زمینیں جس میں آبادی کرنے والے اپنا کاروبار کرتے ہیں جیسے کھلیان لگایا جاتا ہے۔

۸۔ شوارع عام، یعنی عام راستے۔

۹۔ آب پاشی کے خزانے۔

ایسی چیزیں نہ حکومت کسی کی انفرادی ملکیت میں دے سکتی ہے اور نہ ان کا مالک بنا سکتی ہے۔ انفرادی ملکیت اس پر طاری نہیں ہو سکتی۔ جب دوسرے گاؤں والوں کا نقصان ہو تو اس طرف یہ چراگاہ منسوب ہے۔

آگ کو حدیثوں کے اندر مفاد عامہ کی مشترکہ چیز قرار دیا گیا ہے۔ فقہائے کرام نے صراحت فرمادی ہے کہ جس نے آگ ملگائی اسے اس کا حق نہیں ہے کہ دوسروں کو تاپنے سے روکے۔

عام راستے

اسلامی قانون دانوں نے اسلامی فقہ کا یہ متفقہ مسئلہ بیان کیا ہے۔

تَمَکَانَ مِنَ الشَّيْءِ أَرَعَ وَالطَّرِيقَاتُ وَالزُّحَالُ

بَيْنَ الْعَمْرَانِ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَحْيَاءُ بَهُمْ ۔

راستے۔ کوپے شہر کے میدان۔ چوک جو آبادیوں کے

درمیان ہوتے ہیں ان کے متعلق کسی کے لئے جائز

نہیں کہ ان کو آباد کرے۔

کسی شخص کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ انفرادی حیثیت سے ان پر قبضہ کر کے اپنی ملکیت بنائے البتہ اس قسم کی سڑکوں اور گزرگاہوں پر بیٹھ کر عام طور سے جو لوگ خرید و فروخت کرتے ہیں اور سڑک اتنی کشادہ ہے کہ راہ گروں کو کوئی تنگی نہیں پیدا ہوتی تو ایسی صورت میں کشادہ اور وسیع مقامات میں بیٹھ کر خرید و فروخت کی آسانی حاصل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ جانے والوں کی راہ میں تنگی نہ پیدا ہو۔ اس قسم سڑکوں پر شہر کے عام باشندے استفادہ کر سکتے ہیں۔ حکومت کو بھی اس کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سڑکوں مسجدوں کے احاطے میں جیسے رحاب المساجد کہاجاتا ہے اس قسم کے کاروبار کی اجازت دے سکتی ہے۔

بخار اور غیر آباد مردہ

زمینوں کا قانون

اسلامی قوانین میں ایسی غیر آباد زمینوں اور علاقے جن کا کوئی مالک نہ ہو خواہ وہ کبھی آباد نہ ہوئی ہوں یا آباد ہونے کے بعد اس طرح ویران ہو گئی ہوں کہ ان کا کوئی مالک نہ رہا ہو ایسی زمینوں کو اسلامی احکام میں موات مردہ زمین کہتے ہیں۔

ایسی تمام زمینیں عام باشندوں کا مشترکہ سرمایہ ہیں۔ ترمذی شریعت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے۔

من احیا انصنا میتة فھی له ۛ

کسی مردہ - غیر آباد زمین کو جو آباد کرے گا
یہ زمین اُسی کی ہوگی۔

فقہائے کرام نے اجماع کیا ہے کہ

” ان الموات یملک بالاحیاء ۛ

(معنی سورہ ۱۴۷)

مردہ زمین کا آباد کرنے والا اس کا مالک ہو جائیگا

اس قسم کی زمینوں کو جب اس کے مالک چھوڑ کر لاپتہ ہو گئے ہوں اور وہ زمینیں اسلامی حکومت کے انتظام میں آگئی ہوں تو وہ اب پُرانے مالکوں کی ملک سے نکل کر اللہ اور اس کے رسول کی ملک میں داخل ہو جائیں گی۔ ایک ایسی زمین جو اسلامی عہد میں کسی خاص شخص کی ملکیت تھی لیکن اس کا مالک غیر آباد کر کے لاپتہ ہو گیا ایسی زمین کی متعلق فقہائے کرام نے فتویٰ دیا۔

” انھا تملک بالاحیاء وہو مذهب

البحرینۃ ومالک ۛ

(معنی)

آباد کرنے سے وہ زمین ملوکہ بن جاتی ہے۔ یہی

امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا مذہب ہے۔

وجہ، فرات جیسے بڑے دریاؤں میں زمینیں باہر نکل آتی ہیں اگر ان کے

آباد کرنے میں کسی کا نقصان نہیں تو ان کا حکم بھی بجز زمینوں کا ہے۔ ایسی زمینوں پر

جب کسی کا مالکانہ تسلط ہو گیا تو امام ابو یوسف تحریر فرماتے ہیں:-

مالک کے قبضے کے بعد

اسے نکالنا جائز نہیں

” فلا یجمل لمن یاتی من بعد ہم

من الخلفاء ان یورد اللف ولا یخو جہ

من ید من ہونی یدہ - وارثاً او مشتقاً۔

بعد کے جو خلفاء ہوں ان کے لئے جائز نہیں کہ

کسی امام کی عطا کی ہوئی جاگیر کو اُس شخص سے

واپس لیں جس کے قبضے میں جاگیر خواہ بطور

وراثت یا خریداری پہنچے:-

کسی حکومت کے لئے یہ جائز نہیں کہ ملوکہ زمین قبضہ کرنے والوں سے چھینے۔

اسی طرح بجز اراضی پر جس کا قبضہ ہو جائے اس کے متعلق کتب فقہ میں حسب

ذیل عبارت موجود ہے۔

” ولئیس للامام ان یخرج شیئاً

من ید احد ۛ

امام و حکومت کو اس کا اختیار نہیں کہ کسی کے

قبضے اور ملکیت سے زمین کو چھین لے۔

مالک خود اپنی زمین کو کاشت کرائے یا اپنے بھائی کو دیدے،

صمیم بخاری شریف اور صحیح مسلم میں ہے۔

عن جابر عن رسول
اللہ ﷺ قال قال رسول
اللہ ﷺ عليه وسلم من كانت له
ارض فليزرعها له ليعملها احياء
فان ابا فلیمسك ارضه -

(مشکوٰۃ)

یعنی حضور اکرم ﷺ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مالک یا تو خود اپنی زمین کی کاشت کرے یا
اپنے بھائی کو کاشت کے لئے دیدے۔ اگر وہ
کاشت کرنے سے انکار کرے تو اپنی زمین اپنے
لئے رکھے۔

اس حدیث شریف میں بلند اخلاقی کی تعلیم دی گئی۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی ملکیت
سے نہ تو خود نفع اٹھائے نہ دوسرے کو نفع اٹھانے دے اور زمین کو غیر آباد
رکھے۔ اسلامی معاشیات کے یہ بعض اجزاء تھے جنہیں مختصر طریقے سے درج کیا گیا
اسلامی نقطہ نظر سے زمین اور اس کی سب چیزیں خدائے پاک نے انسان کے
فائدے کے لئے بنائی ہیں اس لئے انسان کا فطری حق ہے کہ زمین سے اپنا حق
حاصل کرے اس حق میں تمام انسان برابر کے شریک ہیں۔ اسلامی اعتبار سے
بحث تملیک کی ہے کہ قبضہ اگر جائز ہو اسے تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ جائز قبضہ اور
تملیک کو باطل کر دے۔

زمینات سے عشر لینے کا قانون

اسلام نے جہاں یہ حکم دیا کہ پورے تجارتی سرمایہ پر ڈھائی فی صد سالانہ
زکوٰۃ وصول کی جائے اسی طرح زمینوں کی زرعی پیداوار پر دس فی صد یا پانچ فی صد
حصہ لیا جائے گا۔ بعض معدنیات کی پیداوار کا بھی فی صد حصہ حاصل کیا جائے گا اور
یہ سارا کامتا جوں کی ضروریات پر خرچ کیا جائے گا۔ اسلام مقدس فرد اور جماعت
کے مابین ایسا توازن قائم کرنا چاہتا ہے جس میں فرد کی شخصیت اور اس کی آزادی
برقرار رہے۔ اور اجتماعی مفاد کے لئے اس کی آزادی نقصان رسا نہ ہو۔ اسلام کسی
ایسے معاشی نظام کو قبول نہیں کرتا جو فرد کو جماعت میں گم کر دے۔ اسلام معاشیات
کے باب میں جو اصول تجویز کرتا ہے اس کے اندر زہد، تقویٰ، صبر و توکل، سچائی
خدا ترسی کے احکام شامل ہیں۔ یہ غرض اسلامی معاشیات کی ہرگز نہیں کہ فرد کے ہاتھ
سے نکال کر چند افراد کے ہاتھ میں دولت منتقل کر دی جائے۔ معاشیات کے سلسلے
میں قرآن حکیم نے فرمایا۔

”فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا“

(سورۃ نحل)

کھاؤ تم اس رزق سے جو تمہیں حلال و پاکیزہ
عطا کیا گیا۔

معاشی ترقیات کے اسلامی اصول

اسلام مقدس نے ایک مسلمان کو اس کا حق دیا ہے کہ وہ معاشی، تجارتی، صنعتی و
حرفی ترقیات کرتا رہے۔ اور جائز طور پر نفع حاصل کرے۔ مگر خیال رہے کہ وہ اپنی دولت
میں غریبوں، محتاجوں، پریشان حالوں کو شامل رکھے اور ان سب کے حقوق ادا کرتا رہے
اور رفاہ عامہ کی ضرورتیں جتنی بھی ہوں ان پر نگاہ رکھتے ہوئے جس قدر ممکن ہوں ان کو خوش

پر خرچ کرتا رہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ عام طور پر تاجر و دولت مند معاشیات سے ہٹ کر عیاشی اور بے جا حرکات شنیعہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دولت مندوں کے لئے سب سے مقدم اموال و دولت کا راقی میں خرچ کرنا ہے۔ چہاں جیسے اہم ترین اسلامی رکن کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی دولت کو زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا افضل ترین عبادت ہے۔ موجودہ دور میں حالات شاید ہیں کہ دولت کی فراوانی شیطانی مکروہات و ممنوعات کو دعوت دیتی ہے۔ شراب نوشی، عیاشی، حرام کاری، رقص و سرود اور دیگر محرمات میں ہمارا دولت مند طبقہ منہمک ہے۔ تجارت کا پیشہ انبیاء و مرسلین کا مبارک پیشہ ہے۔ اس لئے ہمارے تاجروں کے اعمال پاکیزہ ہونے چاہئیں۔

سونے چاندی کو راہِ خدا میں

نہ خرچ کر نیوالوں کا حال

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ
وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۖ
يُخْفَىٰ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ سَارِجَةٌ فَتُخْفَىٰ
بِهِمَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ
هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا تَفْقَهُونَ فَذُقُوا مَا كُنْتُمْ
تَكْنِزُونَ ۝

(سجۃ تہ)

ترجمہ:- جو لوگ سونے چاندی کو راہِ خدا میں صرف نہیں کرتے انہیں دردناک

عذاب کی بشارت دے دیجئے۔ جس دن
وہ تپایا جائے گا آگ میں پھر دل دے
جائیں گے ان کے ماتھے پیٹھیں اور کہا جائے گا
کہ یہ ہے جو تم نے جمع کیا تھا۔

قرآن کریم اور اسلام نے معاشیات کے سلسلے میں جہاں دولت و ثروت، مال و اسباب جمع کرنے کی اجازت دی وہیں انفاق مال کے سلسلے کی تفصیلی ہدایات بھی دیں۔ اسلام نے ان جابر سرمایہ پرستوں کے غرور کے بت کو توڑا جنہوں نے دولت کے لئے میں غریبوں کو سطح انسانیت سے نکال دیا تھا۔ اسلام نے انہیں اجتماعی زندگی میں داخل ہونے کا مقام عطا فرمایا۔ حسن اہلال، صہیب اور زید کو انسانیت کے تمام زیوروں سے مالا مال کیا۔ اور غریب و امیر کو ایک صف میں شامل کر دیا لیکن باوجود اس کے مالی مساوات قائم کر دینے کا نہ اسلام داعی نہ اُس کا مبلغ۔ اسلام معاشیات کے سلسلے میں جائز طریقے سے کاروبار کرنے، اکتساب معاشی کے صحیح پہلو اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام کا معاشی نظام سود خوری، شراب نوشی، زنا کاری عیاشی اور محرمات کے ذریعے سے جو آمدنی پاک و صاف ہو اس کے حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

مسئلہ سود

(۱)

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ
وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۖ
يُخْفَىٰ عَلَيْهِمْ أَنَّهُ سَارِجَةٌ فَتُخْفَىٰ
بِهِمَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ
هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا تَفْقَهُونَ فَذُقُوا مَا كُنْتُمْ
تَكْنِزُونَ ۝

اللَّهُ النَّبِيُّ وَحَدَّثَنَا الرَّبُّوَاءُ

(سورۃ بقرہ ہٹ)

ترجمہ :- جو لوگ سود کھاتے ہیں نہ کھڑے ہو سکیں گے (قیامت کے دن) مگر اس شخص کی طرح جسے شیطان نے اپنی جھپٹے میں پکڑ لیا اور اس کو دیا ہو۔ یہ اس قول کی سزا ہے کہ جیسا بیع کا معاملہ ہے ویسا ہی سود بھی ہے۔ حالانکہ بیع کو خدا نے حلال کیا اور سود کو حرام۔

(۲)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
وَذُرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ ۚ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِمِزْ
قِنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ

(سورۃ بقرہ ہٹ)

ترجمہ :- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود دوسرے لوگوں پر باقی ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال لَعَنَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَكْلَ الرِّبَا وَمُوكَلَّهُ وَكَاتِبَهُ
وَشَاحِدِيهِ وَقَالَ لَهُمْ سُوءٌ
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حنور نے ارشاد فرمایا سود لینے دینے والے
اس کی دستاویز لکھنے والے معاملہ سود
کی گواہی دینے والے ان سب پر حنور نے
لعنت بھیجی۔ اور فرمایا کہ اگر تمنا یہ معصیت
میں یہ سب برابر ہیں۔

شراب

شراب کو شریعت میں اُمّ الخبائث فرمایا گیا ہے۔ جو تمام برائیوں اور خباثتوں
کی جڑ ہے۔ وہ کھوڑی ہو یا بہت۔ اس کا ایک قطرہ تک حرام ہے۔ دواء بھی
پینا حرام ہے۔

عن ديلم بن حمير قال قلت
يا رسول الله انا باءن با ردة و نعالج
فيها عملاً مشدداً او نختذ شرباً
من هذا القم نقتوي به على
اعمالنا وعلى برد بلادنا قال
كل يسر قلت نعم قال فاجتنبوا
قلت ان الناس غير تاركيه قال ان لم
يسركوه قاتلواهم۔

(رداء البوداذد)

حضرت ديلم بن حمير نے روایت فرمائی
میں نے حنور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کیا ہم سرزمین کے رہنے والے ہیں
جہاں سخت محنت کا کام کرتے ہیں ہم گہیوں

سے قوت حاصل کرنے کے لئے شراب بناتے ہیں تاکہ سرد مقام پر کام کر سکیں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ شراب نشہ لاتی ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں حضور نے فرمایا اس سے بچو۔ میں نے عرض کیا لوگ لے چھوڑنے والے نہیں۔ آپ نے جواب دیا اگر نہ چھوڑیں تو انھیں قتل کر دو۔ اس حدیث سے بخوبی واضح ہو گیا کہ سرد ملکوں میں جہاں شراب پینے پر انحصار حیات ہے وہاں بھی شراب حرام ہے۔

اسی طرح دواء بھی اسے استعمال نہ کرنا چاہئے۔ پس ایسی نجس چیز کا کاروبار کرنا اس کاروبار کی معاشرت کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ آج شراب فیشن میں داخل ہو گئی ہے۔ پارٹیوں۔ دعوتوں۔ شادیوں۔ ہوموں۔ بازاروں میں کثرت سے اس کا استعمال ہونے لگا ہے۔ جب تک اس لعنت سے ہمارا ملک پاک صاف نہ ہوگا، معاشرے کے اندر گندگیاں بڑھتی رہیں گی۔ معاشی لحاظ سے شراب کو اپنی معاش بنانا اور اس کی تجارت کرنا حرام ہے۔

فقہ کا مقام

فقہ اسلامی جس کی طرف سے عام طور پر انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ بیزار اور متوحش کر دیا گیا ہے۔ کاش وہ کتب فقہ کے تفصیلی احکام و مسائل کا مطالعہ کرتا تو اسے علم ہو جاتا کہ فقہائے عظام نے مسائل فقہیہ کی تحقیق و تشریح میں کسی بھی عقلی دلیلیں پیش فرمائیں۔ فقہ کی مشہور کتاب ”ہدایہ“ جو چوٹی کی کتاب ہے اس کتاب کی بحثیں دلائل کے اعتبار سے اس قدر منطقی قسم کی دی گئی ہیں کہ یہ معلوم

ہوتا ہے کہ گویا ہدایہ ایک منطق کی کتاب ہے۔ فقہائے کرام نے اپنی عمریں مسائل کی تحقیق و تدقیق اور مسائل کی ترتیب و ترویج اور ان کی تشریحات میں صرف فرمائیں وہ انھیں کی ہمت تھی۔ فقہائے کرام نے سارے علوم کی تکمیل کی۔ تفسیر قرآنی میں کافی طور پر ڈوبے پھر احادیث نبویہ کی تلاش اور اس کی تحقیق میں اپنا کافی وقت صرف کیا۔ ہزاروں حدیثیں زبانی یاد کیں۔ پھر قرآن و حدیث دونوں کو ملا کر ان دونوں کے درمیان تطابقی پیدا کیا۔ اسماء الرجال کا پورا فن مرتب کیا جس کے ماتحت ہزاروں راویوں کے حالات گویا ان کی تاریخ مرتب ہو گئی۔ قیاس اور اجتہاد کا عنوان قائم کیا۔ قیاس اور اجتہاد کے لئے جو شرائط تجویز فرمائیں آج ان قیود کو سامنے رکھتے ہوئے ہر عالم بھی مجتہد ہونے کا مدعی نہیں ہو سکتا، چہ جائیکہ عامی اور چند ادیب مؤرخ نامہ نگار یا اپنے اندر کسی جدید علم میں کمال رکھنے والے افراد۔

پھر حضرات محدثین و فقہائے کرام کا ایک ایک حدیث کی تلاش اور حدیث کے حصول کے ثوق میں سیکڑوں میل کا سفر کرنا۔ راستوں کی ناہمواریاں۔ صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے احادیث نبوی کی سماعت کرنا اور ان احادیث کی جانچ پڑتال اور معیار حدیث پر پوری اترنے کے بعد ان احادیث کو اپنے حافظے میں محفوظ کرنا اور ان احادیث کو کتابوں میں اس طرح یکجا کر دینا کہ ایک فقیہ و محدث و عالم مسائل کے تلاش کرنے والے کو پوری تحقیق اور عنوانات کے ماتحت سارا مواد مل جائے جسے پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان فقہانے ہمارے زمانے کی ضروریات کو سامنے رکھ کر یہ تحقیق فرمائی۔

اسلامی معاش کے مسائل کا خلاصہ

کتاب و سنت اور کتب فقہ میں اسلامی معاشی نظام پر اس قدر تفصیل کے ساتھ آیات و احادیث اقوال فقہاء و مجتہدین موجود ہیں کہ معاش کے سارے پہلو

بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ ان احکامات و تعلیمات کا محصل یہ ہے کہ معاش اور کسبِ حلال کے لئے جائز اقدامات کرتے رہنا تجارت و کسبِ حلال میں رضائے باری تعالیٰ کو سامنے رکھنا لازمی و لا بدی ہے۔

دَوْلَتِ كَامَصُوفِ

ایک کسب کرنے والا اگر لاکھوں کروڑوں روپیہ بھی کمائے تو اسلام اسے اسکی اجازت دیتا ہے۔ مگر انفاق مال کے لئے زکوٰۃ سچ کرنا، غریبوں بے کسوں محتاجوں، مزدوروں، اجیروں کے حقوق ادا کرنا۔ رفاہ عامہ کے کاموں پر خرچ کرنا راہِ جہاد میں اپنی دولت زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کو لازم فرماتا ہے۔

دولت کی تقسیم

دولت زیادہ سے زیادہ یا کم سے کم اسلام کسی بھی دولت کو فرد واحد کے پاس دواماً محفوظ نہیں رہنے دیتا۔ بلکہ اس دولت مند کے ورثا میں تقسیم کر کے دولت کے ٹکڑے کرتا ہے تاکہ جو دولت ایک فرد میں مٹی ہوئی تھی وہ پشت در پشت وارثوں میں بٹ جائے۔ نفس سرمایہ داری بڑی چیز نہیں البتہ سرمایہ پرستی ناجائز۔ غیر مجموعی سرمایہ دار اور سرمایہ پرستی میں فرق عظیم ہے جو مال جائز طور پر ایک شخص نے کمایا تو ایسے کمانے والے کو سرمایہ دار کہتے ہیں۔ مطلقاً سرمایہ داری نہ ممنوع ہے نہ ناجائز۔ البتہ وہ سونا اور چاندی جو تجویروں میں بند کر دیا جائے اور اس پر سود و سود وصول کیا جائے وہ اسلامی معیشت میں ناجائز و حرام ہے۔

اسلام کا قانون ملکیت

اسلام نے کسی چیز پر تملیک کی شرط لگائی ہے تو جب وہ مالک کو جائز طور پر حاصل ہو جائے تو اب مالک کے قبضے سے نکال کر کسی دوسرے کے قبضے میں دینا

تقسیم کرنا ناجائز و ناروا ہے۔ مالک زمیندار ہو یا سرمایہ دار اس کے قبضہ سے جبر و ظلم کر کے سوشلزم کے نام پر جو دولت نکالی جائے اور مالی مساوات کے دعوے کے تحت سوشلزم کے چند قائدین کو ان کا مالک و متصرف قرار دیدیا جائے یہ بات عقل و شعور، دیانت، اخلاق انسانی، تہذیب و شائستگی کے خلاف ہے۔ مذکورہ بالا عنوانات اور ان کے متعلق پیش کردہ مختصر بحثوں سے واضح ہو گیا کہ مال مساوات نہ کہیں قائم ہے نہ کی جاسکتی ہے۔ سوشلسٹ تحریک کا پس منظر ہر پاکستانی کو یاد رکھنا چاہئے یہی ہے کہ انسان خدا شنیں مگر مذہب کو فتنہ کرنے میں مشغول ہو جائے، شراب نوشی، زنا کاری عام ہو جائے، فحش کاری، بے حیائی بے غیرتی رقص و سرود جگہ جگہ پھیل جائے۔

عورت اور پردہ

قرآن کریم نے حکم صادر فرمایا کہ عورتیں پردہ میں رہیں پردہ عورت کی حفاظت و عزت کے لئے لازم کیا گیا

سورۃ نور۔ سورۃ احزاب میں مختلف آیات پردہ کے متعلق وارد ہوئی ہیں مثلاً

چند آیات درج ذیل ہیں۔

(۱) بِأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ دُعَايُكُمْ
وَبَيْنَكُمْ دِينًا ۚ الْمُؤْمِنِينَ يُدَانُونَ
عَلَيْكُمْ مِنْ جَلَدٍ بَيْنَهُمْ ۚ ذَلِكَ أَذُنِي
وَنُفْعًا ۚ قُلْ لِمَ يُدْعَىٰ دِينًا ۚ وَكَانَ اللَّهُ
عَفُوًّا رَحِيمًا (سورۃ احزاب)
(۲) وَقُلْ لِّى بُيُوتٌ كُنْتُ وَكَاتِبٌ كُنْتُ
تَبَرُّمَ الْجَاهِلِيَّةِ ۚ أَلَا أُذُنِي۔ (سورۃ اعزاب)

میں بھی جن بے پردگیوں کا مظاہرہ ہوتا ہے وہ زمانہ جاہلیت کی تقلید ہے سوشلزم وغیرہ
تجربیات میں عورت کا آزاد پھرنا معاشرے کا جزو بنتا جا رہا ہے۔ جب عورت مردوں کے
ساتھ نشست و برخاست کر لگی اور آزادانہ حیثیت سے زندگی بسر ہوگی تو اسکے نتائج
بد سے بدتر ظاہر ہونگے خاص طور پر عورت کی پاکدامنی خطرہ میں پڑ جائیگی۔

عورت کی پاکدامنی

احادیث نبوی میں پاکدامنی کے متعلق ارشاد ہوا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ إِذَا
صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا
وَاحْتَصَنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا
فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ
عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ارشاد فرمایا جس عورت نے
پنج وقتہ نماز پڑھی اور مہینہ بھر کے روزے
رکھے اور پاک دامن رہی اور شوہر کی
اطاعت کی تو جنت کے جس دروازے سے
چاہے داخل ہو جائے۔
(متفق علیہ)

زنا

اسی طرح اسلام کے نزدیک زنا ایک شدید قسم کی نجاست ہے جس سے بچنے
کا حکم دیا گیا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا لِي ذِي إِزْنٍ كَانَ فَاحِشَةً
وَسَاءَ مَسِيرًا۔ (نہجہ اسرائیل) اور بُرا چلن ہے۔

اسلام مقدس نے عورت کو تارکیوں، ذلتوں سے نکال کر تمامی حقوق انسانیت
سے مالا مال فرمایا۔ عورت ایک مجلہ فقیہہ، محدثہ، مورخہ، منتظمہ، سب کچھ بنائی گئی۔
اسلام سے قبل مردوں کے ہاتھوں عورت کے ساتھ بد سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا
اُن سارے مظالم سے قرآن کریم اور ارشادات نبویہ نجات دلانے کا ایک مکمل مضابطہ

حیات عورت کیلئے تجویز فرمایا حدود مقرر فرمائیں جن پر مرد و عورت دونوں کو
چلنا پڑے گا۔ اسنے ان حدود میں عورت و مرد کو پاکیزہ زندگی سکھائی پاکدامنی کو
لازم کیا۔ نامحرم مردوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اپنے حسن کی نمائش کرنا ان سارے کاموں
کو غیر کے سامنے انجام دینے کی ممانعت فرمائی۔

احادیث متعلق زنا

سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا جیسی نجاست کے متعلق سخت
تاکیدی احکام صادر فرمائے۔
چنانچہ ارشاد ہوا۔

عن زید بن خالد قال سمعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یأمر من ذلے
وَلَمْ یُحْصِنْ جِلْدَ مَائَةٍ وَتَغْرِيبِ
عَاقِبِ۔
زید بن خالدؓ راوی ہیں میں نے حضورؐ کو
اُس شخص کے بارے میں فرماتے ہوئے
سنا جس نے زنا کیا اور وہ شادی شدہ نہ تھا
اُس کے تو کوڑے لگائے جائیں اور ایک
برس تک جلا وطن کیا جائے
(مسند ابی یوسف)

لواطت کا رد عمل

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من وجدتمہ
یعمل عمل قوم لوط فاعتلوا الفاعل
والمفعول بہ۔ (ترمذی)
حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما راوی ہیں
حضورؐ نے فرمایا تم جسے قوم لوط کا عمل
کرتے پاؤ تو فاعل و مفعول کو قتل
کر ڈالو۔

اس قسم کی بکثرت احادیث و آیات شریفہ موجود ہیں جن سے زنا کاری کی تباہ کاریوں
سے روکا گیا ہے۔ ان تمام محرمات اور بد اعمالیوں سے بچانے کیلئے اسلام نے معاشرتی نظام
قائم کیا اور نکاح کا طریقہ تجویز فرمایا۔ سوشلزم اور کمیونزم تو زنا کاری کو کلی محیب نہیں بناتا

بلکہ اس کے اندر عورت حکومت کی ملک ہے ایک عورت بہت سے مردوں سے تعلقات رکھ سکتی ہے اسی طرح مرد

پس سوشلزم بدکاروں بد اعمالیوں و نجانستوں ناپاکیوں کا مخزن ہے جبکہ اندر خواہشات نفسانی کو بلا قید و پابندی فرو کرنا ہی عین فطرت ہے۔

پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس تحریک میں غلو نہ برتر کے وجود کو ختم کرنے اور اس کے غلات تبلیغ کرنا سوشلسٹ تحریک کا جزو اعظم ہے۔ جسے کوئی بھی مذہب پرست فرد کسی طرح برداشت اور قبول نہیں کر سکتا۔ دینداری حشر و نشر و قبر مرنے کے بعد دوبارہ جینا حساب و کتاب کا معاملہ تو ان تحریکات کے بخورین و معادین کے یہاں سرے سے موجود نہیں۔ اسلام مقدس کے احکام سے سوشلزم تحریک قدم قدم پر ٹکراتی ہے۔ جسکی تفصیلات اگر ہم یہاں نقل کریں تو کتاب صرف ان عنوانات پر کافی اور ارق لے لیگی اسلئے اختصار پر اکتفا کیا گیا۔

اسلام مقدس پاکیزہ اخلاق و عادات اعمال حسنہ کا داعی ہے اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب کبار تابعین و اولیائے کاملین نے بہترین سیرت و کردار پیش کیا جو اعمال شنیعہ سے پاک تھا۔ اسلام نے معاشرے پر جو پابندیاں عائد کیں ان پر شاہ و گدا تاجرو بادشاہ و قتل و قاتل، عالم و صوفی درویش سب ہی کو عمل کرنا لازم قرار دیا گیا۔ معاشرے کو تمام عیوب سے پاک و صاف رکھا گیا۔ اور اسلامی معاشرہ کیلئے تفصیل ابواب و فصول تشریحات و تفصیل کے ساتھ پیش کر دی گئیں۔

پاکستان جو کتاب و سنت کی بنیاد پر حاصل ہوا اور جسے دستور کا جزو قرار دیدیا گیا وہاں سوشلزم کی لغت کسی طرح برداشت و قبول نہیں کی جا سکتی نہ اسے یہاں بچنے کا موقع دیا جائے گا۔ یہ ہے پاکستان کے عوام و خواص کے جذبات کا خلاصہ۔

فقیر محمد عبدالحمید القادری البالیونی مدظلہ العالی

درکن اسلامی مشاورتی کونسل۔

۳ اپریل ۱۹۶۹ء

قصیدہ بزرگ شریف (مجموعہ تراجم)

مُرتب: سید سبط الحسن ضنیغ

شیخ شرف الدین محمد بوسیری کی غیر معمولی ادبی تخلیق اور عربی زبان میں بے مثل عربی لغت قصیدہ جو پنجابی، اردو، فارسی اور انگریزی زبانوں میں پہلی مرتبہ طبع ہوا ہے جس میں نو تراجم شامل ہیں

مترجمین میں سید وارث شاہ، حافظ بن غوردار، خواجہ غلام مرتضیٰ قلعہ والے، محمد عزیز الدین بہاؤ پوری، سید پیر نیک عالم، بہزاد دکن، محمد فیاض الدین نظامی، خاتم الشعراء مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی، القاضي العالم عبدالرحیم محمد زندق ایسے بزرگ شاعر اور ادیب شامل ہیں،

کتاب کا مقدمہ جو ۹۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے خاصے کی چیز ہے مصنف و مترجمین کے احوال و آثار پہلی بار شرح و تفصیل کے ساتھ شامل اشاعت ہیں، یہ کتابت کا حسین مرقع ہے جو مشہور مرزبین نگار محمد شیر زمان کی خطاطی کا نادر نمونہ ہے۔

کتاب پاکستان کے شہرہ آفاق ادارہ پیکیجز لمیٹڈ نے بڑی آب و تاب سے حسب معمول زرخیز صرف کر کے شائع کی ہے ڈائری وارجلد میں ۲۶۸ صفحات پر ۲۳x۳۶ کے حجم میں امپورٹ کاغذ پر طبع کی ہے مگر اس کے باوجود بدیدہ صرف چار صد روپیہ ہے۔

پیکیجز لاہور کی دیگر مکتبوعات بھی دستیاب ہیں،

تقسیم کار ادارہ پاکستان شناسی

۳۵۔ رائل پارک، لاہور نمبر ۵۴۰۰۰، ۹۴۴۳۳۰۰۰ فونے

مولانا عبدالحمید بدایونی..... ملی و سیاسی خدمات پر روزنامہ ”پاکستان“ لاہور کا تبصرہ



مرتب: سید نور محمد قادری (مرحوم)
نظر ثانی: ظہور الدین خاں امرتسری
پیشکش: ادارہ پاکستان شناسی، ملتان روز لاہور
قیمت: ۳۰ روپے صرف

مولانا عبدالحمید بدایونی تحریک آزادی کے ایک سال رہتے، وہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مرکزی کونسل کے رکن اور مرکزی جمعیت اہل علمائے پاکستان کے صدر بھی رہے۔ مولانا بدایونی کا تحریک پاکستان میں شاندار کردار باجوتاریخ پاکستان کا ایک روشن باب ہے۔ ان کے کارناموں سے موجودہ اور آنے والی نسلیں کو باخبر رکھنا بڑا ضروری ہے۔ سید نور محمد قادری (مرحوم) نے یہ خدمت انجام دی اور اب اس مختصر کتاب پر ظہور الدین خاں امرتسری نے نظر ثانی اور اضافوں کے بعد اسے شائع کیا ہے۔ ان کی یہ خدمت قابلِ تحسین اور خیر مقدم ہے۔

تحریک پاکستان کے ایک اور مجاہد مولانا عبدالستار خاں نیازی (مرحوم) کے خیال میں ”یہ کام مسلم لیگ کو کرنا چاہئے تھا کہ وہ اکابر تحریک پاکستان کے تاریخی کردار سے قوم کو آگاہ کرتی مگر ایسا نہیں ہو سکا جو قابلِ افسوس ہے۔“ مولانا بدایونی کی ملی اور سیاسی خدمات پر یہ پہلی تحقیقی کتاب ہے۔ توقع ہے کہ موجودہ اور آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کریں گی۔ کتاب عمدگی سے طبع کی گئی ہے اور قیمت برائے نام رکھی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ اہل پاکستان اس سے استفادہ کر سکیں۔

تبصرہ نگار: ندیر حق

سنہ ۱۷ ستمبر ۲۰۰۲ء